باب پنجم

تحفظِ حقوقِ نسواں

(Protection of Women's Rights)

تدریسی مقاصد:

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ سمجھ سکیں:

- "تشدد" اور "عورتوں پر تشدد" کی اصطلاحات
- پاکستان میں خواتین پر ہونے والے مظالم
- خواتین پر تشدد کے حوالے سے عام تصورات
- اسلام میں عورت کا مقام اور حقوق
- خواتین پر تشدد کے حوالے سے پنجاب حکومت کی کوششیں

نسوانی تشدد (Violence against Women)

عالمی ادارہ صحت کے مطابق تشدد جسمانی قوت یا جبر کا وہ ارادتاً استعمال ہے، جس میں زخم، موت، نفسیاتی تکلیف یا کسی چیز سے محرومی ممکن ہو۔ نسوانی تشدد صنفی تشدد کی ایک قسم ہے، جس کی بنا پر عورت کے جسمانی، دماغی اور تولیدی مراحل پر بڑا اثر پڑتا ہے۔

اقوام متحدہ کے مطابق نسوانی تشدد وہ عمل ہے جس میں جسمانی، دماغی یا جنسی نقصانات شامل ہیں۔ اس طرح عورت کو اس کی عوامی یا ذاتی زندگی میں دھمکی آمیز باتوں اور جبر سے آزادی کی نعمت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

بہت سے لوگ یہ سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں کہ تشدد خاندان یا گھر میں ناممکن ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے اعداد و شمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ دنیا میں ہر تین میں سے ایک یا تقریباً 35 فی صد خواتین وہ ہیں جن پر اُن کے خاندان کے ہی کسی فرد یا کسی جاننے والے نے تشدد کیا ہوتا ہے۔

پاکستان میں نسوانی تشدد (Violence against Women in Pakistan)

دنیا کے دیگر حصوں کی طرح پاکستان میں بھی عورتیں روزانہ تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔ پاکستان میں عورتوں پر مختلف طریقوں سے تشدد کیا جاتا ہے (مثلاً قتل، ہراساں کرنا، تیزاب پھینکنا، گھریلو تشدد، تسلی بخش جہیز نہ لانے پر سسرال کی طرف سے تشدد وغیرہ)۔ تشدد نہ صرف جسمانی ہوتا ہے بلکہ یہ جذباتی اور معاشی تنگی کی صورت میں بھی ظہور پذیر ہوتا ہے۔

تشدد کی شکار خواتین اور تشدد کے مرتکب افراد (Victims and Offenders)

تشدد کی شکار عورتوں میں دیہاتی، شہری، امیر، غریب، مذہبی اور مختلف اعتقادات پر یقین رکھنے والی خواتین شامل ہیں۔ بعینہ مجرم بھی کسی مخصوص طبقے سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ ان میں بھی امیر، غریب، مذہبی، غیر مذہبی، تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ افراد شامل ہوتے ہیں۔ مجرم ستم رسیدہ عورت کے جاننے والے ہو سکتے ہیں یا وہ اجنبی بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح بعض اوقات عورت بھی عورت پر تشدد کر گزرتی ہے۔

نسوانی تشدد کا تنقیدی جائزہ
(Critiquing Common Ideas About Violence Against Women)

نسوانی تشدد کے وقوع پذیر ہونے کی کچھ وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ معاشرے نے اس کو بالعموم مشترکہ عمل سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔

۲۔ مجرموں کے خلاف سزا پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔

۳۔ معاشرے میں عدم مساوات ہے۔

۴۔ مزید یہ کہ اسلام میں خواتین کو جو حقوق دیے گئے ہیں ان سے عدم واقفیت تشدد کی عام وجہ ہے۔

غلط مفروضہ (Myth)

یہ غلط مفروضہ رائج ہو چکا ہے کہ تشدد ستم رسیدہ کی اپنی غلطی یا قصور کی بنا پر وقوع پذیر ہوتا ہے۔

حقیقت (Fact)

بعض لوگوں کی یہ دلیل ہے کہ تشدد کا انحصار خواتین کے ملبوسات ان کی ازدواجی حیثیت، ان کا طرزِ حیات اور ان کی سوچ کی بنا پر ہوتا ہے۔ یہ دلیل غلط ہے کیونکہ اس کا وبال مجرم کی بجائے ستم رسیدہ عورت پر پڑتا ہے۔ اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ تشدد میں صرف مجرم ہی قصوروار ہوتا ہے، ستم رسیدہ نہیں! تشدد کا ارتکاب عام طور پر اُس وقت ہوتا ہے جب جھگڑے کے حل کے لیے کوئی متبادل طریقہ موجود نہ ہو۔ بہر حال جھگڑے کے حل کے لیے کوئی ایسا مصالحاتی طریقہ اختیار کیا جائے، جس کی بنا پر یا تو تشدد کا ارتکاب کم ہو جائے یا ختم ہو جائے۔

غلط مفروضہ (Myth)

یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ گھر سے باہر کوئی کردار ادا کرتی ہیں۔

حقیقت (Fact)

ہمارے معاشرے میں عورتوں کی گھر کے باہر کی زندگی عموماً بڑی غیر محفوظ ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عورتوں کو عوامی مقامات پر جانے سے منع کیا جاتا ہے۔ یہ تصور بھی غلط ہے۔ نسوانی تشدد باہر کی طرح گھروں میں بھی ممکن ہے۔ بہر حال عام جگہوں پر جانا مرد اور عورت دونوں کا یکساں حق ہے۔ عوامی مقامات پر جانے کے لیے عورتوں پر پابندی لگانے کی بجائے اُن مقامات کو قابلِ رسائی اور محفوظ بنایا جائے۔

نسوانی حقوق کی تاریخ (History of Women Rights)

نسوانی حقوق میں سماجی اور قانونی حقوق شامل ہیں، جن کا مطالبہ تمام دنیا کی خواتین کرتی ہیں، مثلاً مردوں اور عورتوں کے لیے نوکریاں اور تنخواہ کے یکساں حقوق، اپنی مرضی یا پسند کے مطابق شادی کے حقوق، تعلیم اور وراثتی حقوق وغیرہ۔ حقوق کے اس مطالبے کی وجہ سے 19ویں صدی میں تحریکِ حقوقِ نسواں اور تحریک مساواتِ نسواں کی بنیاد پڑی۔ موجودہ دور میں تمام دنیا کے ممالک میں عورتوں کے حقوق کو قانونی طور پر تحفظ حاصل ہے۔ قیامِ پاکستان کے وقت عورتوں کو بعض سیاسی اور معاشرتی حقوق دیے گئے۔ فاطمہ جناح وہ پہلی خاتون ہیں جنھوں نے پاکستان کی عورتوں کے حقوق کی وکالت کی۔ اُن کے علاوہ بیگم رعنا لیاقت علی خان نے بھی عورتوں کے حقوق کی موثر اور بھرپور حمایت کی۔ انہوں نے 1949ء میں پاکستان میں عورتوں کی اخلاقی، معاشرتی اور مالی بہبود کے لیے اپوا (APWA) کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ اِن خواتین کی دلیرانہ کوششوں کو سراہنے کے لیے پاکستان میں 12 فروری کا دن عورتوں کے حوالے سے منایا جاتا ہے۔

اسلام میں عورتوں کا مقام اور حقوق
(Status and Rights of Women in Islam)

تمام مذاہب بشمول اسلام ہر قسم کے نسوانی تشدد کی مذمت کرتے ہیں۔ اکثر عورتیں اس تصور کی بنا پر تشدد کا شکار ہوتی ہیں کہ وہ مردوں کی نسبت کم تر ہیں۔ بہر حال قرآن کی یہ آیات اس بات کی ترجمانی کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مردوں اور عورتوں کا رتبہ بحیثیت انسان برابر ہے۔

میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کی جنس ہو۔

(آل عمران: 195)

جو شخص نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو گا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے

زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔ (النحل: 97)

پیغمبروں اور ان کے اصحاب کی تاریخ اور قرآن سے بے شمار مثالیں دی جا سکتی ہیں جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عورتوں کا مرتبہ مردوں کی نسبت کسی طرح کم نہیں ہے۔

حضرت حاجرہ (علیہا السلام) کا واقعہ ایک نمایاں مثال ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے عورتوں کے رتبے کو اُجاگر کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کی خاطر وہ کوہِ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑیں تاکہ وہ حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کو خوراک اور پانی مہیا کریں۔ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ صفا اور مروہ کے درمیان بھاگنا حج کا ایک رکنِ عظیم بنا دیا گیا۔ تمام مردوں اور عورتوں پر لازم ہو گیا کہ وہ حج کی تکمیل کے لیے ان کے نقشِ قدم کی پیروی کریں۔ اس واقعہ سے اسلام میں عورتوں کی حیثیت کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پہلی زوجہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جزیرہ نما عرب کی ایک دولت منداور ممتاز خاتون تھیں۔ ان کا مکہ معظمہ میں ایک تجارتی مرکز تھا جسے وہ خود سنبھالتی تھیں۔ ان کا تجارتی سامان شام جیسے دور دراز ملکوں کی منڈیوں میں جاتا تھا۔ اِن کے اجرتی تاجراُن کا مال بیرونی جگہوں میں لے جاتے اور اُن منڈیوں سے وہاں کا مال خرید کر مکہ معظمہ میں فروخت کرتے تھے۔ ان تاجروں میں حضرت ابو طالب بھی تھے، جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے۔ حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کاروبار کی کامیابی کو اس طرح دیکھا جا سکتا ہے کہ جب قریش کے تجارتی قافلے گرمیوں میں شام کو جاتے تھے اور سردیوں میں یمن کا رُخ کرتے تھے تو حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا قافلہ قریش کے سارے قافلوں کے برابر ہوتا تھا۔

بعثتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد ہمارے آخری نبی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس بات پر زور دیا کہ معاشرتی اصلاحات کے لیے جدوجہد کے سلسلے کا اہم پہلو دنیا اور عرب کے مظلوم اور محروم طبقات خصوصاً خواتین، خدام اور یتیموں کو بنیادی حقوق مہیا کرنا ہے۔ بالآخر مظلوم طبقات کی بہتری کے لیے بے شمار اقدامات اٹھائے گئے۔ مثال کے طور پر اسلام کی آمد کے بعد عرب میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے کے نفرت انگیز عمل کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا۔

حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نامور خواتین کی وہ زندہ مثالیں ہیں جو ظلم و جبر کے سامنے ثابت قدم رہیں اور مشکل کی گھڑیوں میں مسلم خواتین کی رہنمائی کرتی

رہیں۔ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ دنیا اور آخرت دونوں میں بحیثیت انسان، مرد اور عورت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں برابر ہیں۔ ان کو اُخروی زندگی میں اپنے اپنے عمل کے مطابق سزا اور جزا دی جائیگی۔ جو انہوں نے اس دنیا میں سرانجام دیا۔

نسوانی تشدد کے خاتمے کے لیے حکومت پنجاب کے اقدامات
(Punjab Government's Efforts to Address Violence Against Women)

پنجاب میں کم عمری کی شادی پر پابندی کا ایکٹ 2015ء
(Punjab Marriage Restraint Act 2015)

تمام پاکستان میں کم عمری کی شادی کا رواج عام ہے۔ پنجاب میں شادی کی قانونی عمر لڑکیوں کے لیے 16 سال اور لڑکوں کے لیے 18 سال مقرر ہے۔ پنجاب کی صوبائی اسمبلی نے 2015ء میں شادی ایکٹ میں ترمیم کی ہے کہ اگر والدین، نکاح رجسٹرار یا یونین کونسل کے کارندے 16 سال سے کم عمر لڑکیوں اور 18 سال سے کم عمر لڑکوں کی شادی کرواتے ہیں، تو ان کو قید اور بھاری جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

حکومتِ پنجاب کا تحفظِ نسواں ایکٹ 2016ء
(The Punjab Protection of Women Against Violence Act 2016)

خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے 24 فروری 2016ء میں پنجاب حکومت نے پنجاب تحفظِ نسواں تشدد ایکٹ منظور کیا ہے۔ یہ ان خواتین کو انصاف، تحفظ اور امداد مہیا کرتا ہے جو تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔

یہ ایکٹ تشدد زدہ متاثرہ خواتین کو مختلف جرائم سے تحفظ دے کر انصاف فراہم کرتا ہے جیسے تشدد کے اظہار، گھریلو بدسلوکی، جذباتی اور نفسیاتی بے ہودگی، معاشی تنگی، پیچھا کرنا اور سائبر کرائمز، وغیرہ۔

عمل درآمد کا طریقہ کار (Implementation Mechanism)

پاکستان میں بہت سی خواتین تشدد کے خلاف آواز نہیں اٹھاتیں کیونکہ انہیں ناانصافی کے خلاف کوئی معاشرتی امداد میسر نہیں ہوتی۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے صوبائی حکومت صوبے میں ضلعی سطح پر انسداد تشدد مراکز برائے خواتین قائم کر رہی ہے۔ یہ مراکز صبح و شام کھلے رہیں گے اور وہاں تمام عملہ خواتین کا ہوگا۔ وہاں مندرجہ ذیل سہولیات میسر ہوں گی۔

- ☆ تشدد زدہ متاثرہ خواتین کو پولیس تک رسائی حاصل ہوگی۔
- ☆ تشدد زدہ خواتین کے پسماندگان کو ضرورت پڑنے پر طبی، قانونی اور نفسیاتی امداد مہیا کی جائے گی، اسی طرح

ان کو پناہ گاہیں بھی میسر ہوں گی۔

☆ اگر کسی مرکز میں انہیں کوئی مشکل پیش آتی ہے تو وہ محافظ ٹیموں سے رابطہ کر سکیں گی، جن کے سربراہ ضلعی تحفظِ خواتین آفیسرز (DWPO) ہیں۔ ضلعی تحفظ خواتین کمیٹیوں (DWPC) کا حصہ ہیں جو کسی جگہ بھی داخل ہو سکتی ہیں تا کہ تشدد سے خواتین کو بچایا جا سکے۔

☆ ٹال فری نمبر، اِن عورتوں کے لیے قائم کیے جائیں گے جہاں وہ سنٹر میں نہیں آسکتیں تا کہ فون کے ذریعے معلومات اور امداد حاصل کر سکیں۔ یہ ٹال فری نمبر پہلے سے قائم شدہ ٹال فری نمبر (1043) کے علاوہ ہوگا جہاں خواتین تشدد کے خلاف شکایات کر سکیں گی۔ ہر عورت اپنے موبائل فون یا لینڈ لائن نمبر سے (Helpline) کو کال کر سکے گی۔ (Helpline) اپریٹرز، انکی شکایات کے اندراج کی معلومات فراہم کریں گے۔ اور انکا رابطہ ضلعی تحفظِ آفیسرز یا مقامی پولیس اسٹیشن اور دیگر ضلعی حکومتی حکام سے کروائیں گے۔ (SMS) نمبر 8787 کے ذریعے بھی پولیس سے رابطہ کیا جا سکے گا۔

دستورِ پاکستان کے مطابق تمام انسانوں کو آزادانہ زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے تا کہ وہ معاشرے کے برابر شہری بن سکیں۔ جب تک خواتین عدم مساوات اور ظلم کا شکار ہیں وہ اپنا جائز مقام حاصل نہیں کر سکتیں۔ خواتین کے جرائم کے خلاف خاموشی بے شمار مظالم کا سبب بنتی ہے۔ اس لیے ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ تشدد کا شکار خواتین کی امداد کرے اور ان کے تحفظ کے لیے حکومت سے تعاون کرے۔ ان شہریوں کی حفاظت کی جائے جو ایسے مقدمات کو متعلقہ حکام تک پہنچاتے ہیں۔ ایسے ظلم اور ناانصافی کے خلاف صرف آواز اٹھا کر ہی ہم اپنے معاشرے کو بہتر ترقی یافتہ اور خوشحال بنا سکتے ہیں۔

مشقی سوالات

(حصہ اوّل)

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

☆ VAW کا مطلب ہے:

(الف) جنگ زدہ کے خلاف تشدد (ب) صنفی تشدد

(ج) نسوانی تشدد (د) مردانہ تشدد

☆ پنجاب تحفظِ نسواں تشدد ایکٹ منظور ہوا:

(الف) 4 فروری 2015ء (ب) 24 فروری 2016ء

(ج) 23 مارچ 2015ء (د) 15 اگست 2016ء

☆ تشدد زدہ خواتین کے تحفظ کے لیے طریقہ کار موجود ہیں:

(الف) SMS نمبر 8787 پر پولیس کو رپورٹ کرنا۔

(ب) انسدادِ تشدد مراکز برائے خواتین میں پناہ حاصل کرنا۔

(ج) انسدادِ تشدد مراکز برائے خواتین کے ذریعے طبی و قانونی اور نفسیاتی امداد طلب کرنا۔

(د) مندرجہ بالا تمام۔

☆ انسدادِ تشدد مراکز برائے خواتین قائم کیے جائیں گے:

(الف) ضلعی سطح پر (ب) صوبائی سطح پر

(ج) شہری سطح پر (د) ملکی سطح پر

☆ نسوانی تشدد کا ارتکاب ممکن ہے:

(الف) خواتین کے ذریعے (ب) شوہر کے ذریعے

(ج) اجنبی کے ذریعے (د) تمام کے ذریعے

☆ پنجاب میں شادی کی قانونی عمر ہے:

(الف) لڑکے اور لڑکیوں کے لیے 14 سال۔

(ب) لڑکے اور لڑکیوں کے لیے 18 سال۔

(ج) لڑکے اور لڑکیوں کے لیے 16 سال۔

(د) لڑکوں کے لیے 18 اور لڑکیوں کے لیے 16 سال۔

☆ Helpline کا نمبر جو نسوانی تشدد کے مقدمات کی رپورٹ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے:

(الف) 1023 (ب) 1043

(ج) 1068 (د) 1010

(حصہ دوم)

2- مختصر جوابات دیں۔

☆ "تشدد" اور "نسوانی تشدد" کی اصطلاحات بیان کریں۔

☆ یہ دلیل غلط کیوں ہے جس کے مطابق تشدد زدہ خاتون کا اپنا قصور ہوتا ہے؟

☆ نسوانی تشدد میں مجرم اور ستم زدہ کون ہوتے ہیں؟

☆ پنجاب تحفظِ نسوانی تشدد ایکٹ 2016 کے تحت کون کون سے جرائم آتے ہیں؟

تفصیل سے جوابات دیجیے۔

3- اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مثالیں دیکر واضح کریں۔

4- نسوانی تشدد کے متعلق عوامی رائے کا تجزیہ کریں

5- پنجاب تحفظِ نسواں تشدد ایکٹ 2016ء کے نمایاں خدوخال کیا ہیں؟ بیان کریں۔

6- انسدادِ تشدد مراکز برائے خواتین میں کون کون سی سہولیات میسر ہیں؟ وضاحت کریں

عملی کام

چار سے پانچ طلبا کا گروپ بنائیں۔ جو صنفی امتیاز کی مختلف مثالیں دیکر بحث کریں اور جنہوں نے حقیقی حالت نسوانی تشدد کا جائزہ لیا ہو۔ طلبا زیرِ بحث مسائل کا حل بھی تجویز کریں۔